حضرت مولانا شیخ محمد ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

مولانا نور الرحمٰن
استاذِ جامعہ

موت کوئی انوکھی چیز نہیں ہے، بلکہ یہاں کا آنا جانے کی تمہید ہے۔ موت کے قانون سے نہ کوئی نبی مستثنیٰ ہے، نہ کوئی ولی، نہ عالم وجاہل، نہ بادشاہ وگدا۔

لو كانت الدنيا تدوم لواحد لكان رسول الله ؐ فيها مخلدا

مولانا ادریس صاحبؒ دار العلوم نعمانیہ ترنگزئی چارسدہ میں صحیح بخاری پڑھانے آرہے تھے کہ ظالموں نے شہید کردیا، حدیث میں ہے: ’’تُبْعَثُوْنَ كَمَا تَمُوْتُوْنَ.‘‘ جس طرح وہ زندگی میں مسلمانوں کے ہر خیر کے معاملہ میں پیش پیش تھے، ایسا ہی موت کے معاملہ میں بہت تیزی سے گئے اور کیا گئے کہ اپنے چاہنے والوں اور طلبہ کرام کو یتیم کرگئے، اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے جانے پر آسمان و زمین نوحہ کرتے ہیں۔

یقین نہیں آتا کہ لاکھوں دلوں پر حکمرانی کرنے والے بے تاج بادشاہ واقعی ہم سے جدا ہوگئے ہیں، لیکن اپنے ہاتھوں تلقین وتدفین نے ثابت کردیا کہ حضرتؒ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہوگئے اور شہادت کے لیے حضرتؒ کی دعائیں اور تمنائیں پوری اور قبول ہوگئیں اور ان شاء اللہ وہ عرش کے سایہ میں خوش وخرم ہوں گے، لیکن افسوس اس پر ہے کہ جامعہ نعمانیہ کے دار الحدیث اور در و دیوار اُداس ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے روحانی فرزند نہ رہے اور مدارس ماتم کناں ہیں کہ ہمارا سرپرست نہ رہا۔ اہلِ حق حیران ہیں کہ ان کی ڈھال ٹوٹ گئی۔ عوام وخواص عالم وجاہل سب ہی اپنی اپنی جگہ رنج والم میں مبتلا ہیں کہ اپنی پریشانی کی داستاں کسے سنائیں؟ اور ان کے زخمی دلوں کی مرہم پٹی کون کرے؟

اللہ جل شانہ نے حضرت کو بہت سے کمالات وصفات سے نوازا تھا، آپ بیک وقت لائق وفائق محقق، بلند پایہ محدث، ادیبِ کامل، بے مثال اور کامیاب مدرس اور مسندِ اصلاح وارشاد کے شیخ کامل تھے،

تقریر وتحریر کے امام تھے۔ اور جب ملاحدہ اور زنادقہ کے خلاف بولتے تو قرونِ اولیٰ کے متکلمین کی یاد تازہ کرتے۔ مسندِ اصلاح وارشاد اور فقہ وفتاویٰ کے میدان میں یدِطولیٰ رکھتے تھے۔ تقویٰ وطہارت، زہد واستغناء، قناعت وتوکل وغیرہ صفات کے اعتبار سے آپ اس دور کے نہیں بلکہ خیر القرون کے آدمی معلوم ہوتے تھے۔

آپ کے اخلاص وللّٰہیت وبے لوثی اور بے نفسی نے آپ کو عنداللہ وعندالناس مقبول ومحبوب بنا دیا تھا۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اتباعِ سنت سے عبارت تھا اور اصلاح وارشاد اور وعظ ونصیحت آپ کا امتیاز تھا اور درس وتدریس آپ کی مشغولیت اور احقاقِ حق اور تردیدِ باطل آپ کی طبیعتِ ثانیہ تھی۔ آپ کی شہرت کا آفتاب نصف النہار پر تھا، مگر عجب وکبر کبھی پاس سے نہیں گزرا، پاک وہند اور یورپ امریکہ تک آپ کی علمی اور روحانی شخصیت کا شہرہ تھا، مگر اس سے دنیاوی مفاد حاصل نہ کیا۔ اور آپ کا سب سے بڑا کمال یہ تھا کہ جہاں اعداء اسلام کے لیے کانٹا تھے، وہاں وہ رحماء بینهم کے مصداق بھی تھے اور آپ کی دینی خدمات پر جہاں لاکھوں عقیدت مند آپ سے محبت کا اظہار کرتے وہاں دشمنانِ اسلام آپ کو گالیوں بھرے خطوط بھی بھیج دیتے، عقیدت مندوں کی تعریف سے اگر کوئی غلط فہمی پیدا ہوتی تو ان خطوط سے صاف ہوجاتی۔ اور آپ کا دوسرا کمال یہ تھا کہ آپ سے ملنے والا ہر شخص یہ سمجھتا کہ حضرت کو سب سے زیادہ مجھ ہی سے تعلق ہے، اس لیے پاکستان بھر کی تمام دینی اور مذہبی جماعتیں اور اکابر اور کارکن سمجھتے کہ حضرت ہمارے سرپرست ہیں۔

لوگ آپ کی شہادت سن کر غم ورنج میں ڈوب گئے اور دھاڑیں مار کر رونے لگے اور لوگ اپنے مشفق اور محبوب مربی اور شیخ کے جنازہ میں شرکت کے لیے آنے شروع ہوگئے اور تاحدِ نگاہ ایک جمِ غفیر جنازے میں شریک ہوا اور ایک تہائی لوگ تورش کی وجہ سے پہنچ ہی نہ سکے۔ اگر اکابرین اور جامعہ نعمانیہ کے اساتذہ عوام کو صبر وسکون کی تلقین نہ کرتے تو مزید بڑے خطرہ کا خدشہ تھا اور عصر کے بعد جنازہ پڑھا کر بالآخر اس علم وفضل کے تاجدار کو عشاق کی نظروں سے اوجھل کردیا گیا۔ حکومت پر فرض ہے کہ اس سازش کو بے نقاب کرے۔

اللہ تعالیٰ حضرت کی کامل مغفرت فرما کر شہادت کو قبول فرمائے اور ہم سب کو حضرتؒ کے مشن پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قدرتِ الٰہی کا کرشمہ کہ اس بہشتی دولہے کی حنابندی اللہ تعالیٰ نے خود کی کہ داڑھی مبارک کو خون سے رنگین کیا اور اس پینسٹھ سالہ بہشتی کو لہو کا گلوبند پہنایا گیا۔ القلب يحزن والعين تدمع وإنا بفراقك لمحزونون يا شيخ إدريس! ولا نقول إلا بما يرضى به ربنا: إنا لله وإنا إليه راجعون، اللّٰهم اجُرْني في مصيبتي، وَأخلف لي خيرا منها، اللّٰهم لا تحرمنا أجره ولا تفتنا بعده، اللّٰهم اغفره وارحمه واعف عنه وأكرم نزله ووسع مدخله، اللّٰهم تقبل جهوده الحسنة واجزه عنا وعن الأمة الإسلامية خير الجزاء.